MACRO-STRUCTURE

ترتیبی نقشۂ ربط

نظمِ جلی

50- سُورَةُ قٓ

آیات : 45 ...... مَکِّیَّة" ...... پیراگراف : 8

پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 5
مشرکینِ مکہ کے اعتراضات

دوسرا پیراگراف
آیات: 6 تا 11
امکانِ آخرت کے دلائل

تیسرا پیراگراف
آیات: 12 تا 14
تاریخ عذاب یافتہ قوموں سے عبرت

چوتھا پیراگراف
آیت: 15
دلیلِ آخرت

پانچواں پیراگراف
آیات: 16 تا 30
مشرک کی سزا جہنم، عدل کے مطابق ہے

چھٹا پیراگراف
آیات: 31 تا 35
اجر کا معیار قلب

ساتواں پیراگراف
آیات: 36 تا 38
تاریخ ہلاکت سے عبرت

آٹھواں پیراگراف
آیات: 39 تا 45
رسول ﷺ کو ہدایات

مرکزی مضمون :
منکرینِ آخرت و منکرینِ رسالتِ محمدیؐ
قریشی قیادت کے لیے آخرت کی عقلی دلیلیں اور
تاریخ تکذیبِ رسالت سے استدلال اور رسول اللہ ﷺ کو
صبر، تسبیح، حمد، نماز کے ساتھ، احوالِ دوزخ و جنت سے
تذکیر بالقرآن کا فریضہ انجام دیتے رہنے کی ہدایت

زمانۂ نزول:

سورت ﴿ ق ﴾، ایک مکی سورت ہے۔ غالباً اعلانِ عام کے بعد، 5 نبوی کے آخر میں، ہجرتِ حبشہ کے بعد، نازل ہوئی۔ یہ دورِ تذکیر میں نازل ہوئی، جب ظلم و ستم کا آغاز نہیں ہوا تھا، لیکن ﴿ تکذیب ﴾ کا غلغلہ تھا۔ یہ سورت، اپنے طرزِ بیان اور مضامین کے لحاظ سے سورت ﴿ الملك ﴾ سے ملتی جلتی ہے۔

سورة ق کے فضائل

1- عیدین، جمعہ اور مغرب کی نمازوں میں رسول اللہ ﷺ اس سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت ابو واقد اللیثیؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نمازوں میں کون سی سورتیں پڑھا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا: ﴿ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِ قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴾" آپ ﷺ سورت ﴿ ق ﴾ اور سورة ﴿ القمر ﴾ کی تلاوت فرمایا کرتے۔ (صحیح مسلم: کتاب صلوة العیدین ، حدیث 2,096)

2- رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں بھی اکثر سورت ﴿ ق ﴾ تلاوت فرماتے تھے تاکہ یہ زبان زدِ عام و خاص ہو جائے۔

حضرت قطبہ بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز میں نبی کریم ﷺ کو سورت ﴿ ق ﴾ پڑھتے سنا۔

﴿ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ﴾

(صحیح مسلم: کتاب الصلوة ، باب القراءة فی الصبح ، حدیث 1,053)

3- حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز میں بھی سورت ﴿ ق ﴾ اور اسی طرح کی سورتیں پڑھا کرتے۔

﴿ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِ ﴿ قٓ وَالْقُرْآنِ ﴾ وَنَحْوِهَا ﴾

(صحیح مسلم: کتاب الصلوة ، باب القراءة فی الصبح ، حدیث 1,056)

سورة ق کا کتابی ربط

1۔ پچھلی تین (3) سورتیں مدنی تھیں۔ سورة ﴿ محمد ﴾، سورة ﴿ الفتح ﴾ اور سورة ﴿ الحجرات ﴾۔ اب یہاں سورة ﴿ ق ﴾ سے سات (7) مکی سورتیں آرہی ہیں، ان تمام کا موضوع احوالِ آخرت اور اِمکانِ آخرت کے دلائل پر مشتمل ہے۔

2۔ سورت ﴿ محمد ﴾ کے حکمِ جہاد کو، سورت ﴿ الفتح ﴾ کی فتوحات کی بشارتوں کو اور سورت ﴿ الحجرات ﴾ کے حقوق کو ، اس سورت ﴿ ق ﴾ اور اس کے بعد آنے والی سورتوں کے عقیدۂ آخرت سے مشروط کر دیا گیا ہے۔

3۔ اگلی سورت ﴿ الذٰرِیٰت ﴾ میں عقیدۂ آخرت کے اثبات کے لیے آفاقی، ارضی، آسمانی، عقلی، نقلی، تاریخی اور انفسی دلائل دیے گئے۔

آخری حزب

سورت ﴿ق﴾ سے قرآن مجید کے سات (7) ﴿احزاب﴾ میں سے، آخری حزب یعنی آخری منزل کا آغاز ہوتا ہے۔

اہم کلیدی الفاظ و مضامین

سورت ﴿ق﴾ اپنے الفاظ، قوافی، اُسلوب اور جامعیت کے اعتبار سے ایک پرتاثیر سورت ہے۔ اس سورت میں آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں، تاکہ ﴿قلبِ مُنِیب﴾ کو بیدار کر کے انسان کو ﴿عبدِ مُنِیب﴾ بنایا جاسکے۔

1- اس سورت میں مشرکینِ مکہ کے قرآنِ مجید پر اعتراضات کا ذکر ہے:

(a) قرآن کو ، قریش ہی کے ایک آدمی محمد ﷺ پر کیوں نازل کیا گیا؟ ﴿رَجُلٌ مِّنْهُمْ﴾ (آیت:2)

(b) قرآن کی دعوتِ آخرت ، ہماری عقل میں نہیں آتی۔ ﴿ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ (آیت:3)

2- اس سورت میں مشرکینِ مکہ کی قیادت کے اوصاف بیان کیے گئے:

(a) یہ کافر قیادت سخت ناشکری ہے۔ ﴿كَفَّارٍ﴾ (آیت:24)

(b) حق سے عناد رکھتی ہے۔ ﴿عَنِيْدٍ﴾ (آیت:24)

(c) یہ قیادت خیر سے روکتی ہے۔ ﴿مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ﴾ (آیت:25)

(d) مُعْتَد اور حد سے گذری ہوئی ہے۔ ﴿مُعْتَدٍ﴾ (آیت:25)

(e) مُرِیب ہے۔ شک میں مبتلا ہے۔ ﴿مُّرِيْبٍ﴾ (آیت:25)

(f) مُشرک ہے۔ ﴿الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (آیت:26)

3- اس سورت میں مشرک قیادت کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کی صفات بیان کی گئیں :

(a) ﴿مُنْذِر﴾ (Warner) ہیں۔ (آیت:2)

(b) ﴿مُذَكِّر﴾ ہیں ، نصیحت کرتے ہیں۔ (آیت:45)

(c) ﴿جَبَّار﴾ نہیں ہیں۔ (آیت:45) تبلیغ دین میں جبر و زبردستی نہیں ہے۔

4- رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے فضائل بیان کیے گئے:

(a) ﴿مُتَّقِيْن﴾ ہیں۔ (آیت:31)

(b) ﴿اَوَّاب﴾ ہیں۔ ہر وقت اللہ سے رجوع کرتے رہتے ہیں۔ (آیت:32)

(c) ﴿ حَفِيظ ﴾ ہیں۔ حدودِ الٰہی، حقوق اور فرائض کا لحاظ کرتے ہیں۔ (آیت:32)

(d) ﴿ خاشی ﴾ ہیں، خدائے رحمٰن سے غیب میں ڈرتے ہیں۔ (آیت:33)

(e) ﴿ قلبِ مُنِیب ﴾ دل گرویدہ یعنی متوجہ دل رکھتے ہیں۔ (آیت:33)

(f) صابر، حامد اور مُسبِّح ہیں۔ (آیت:40)

(g) تذکیر بالقرآن اور دعوت و تبلیغ کے اہم کام میں منہمک ہیں۔ (آیت:45)

5- اس سورت میں ﴿ قلبِ منیب ﴾ کی اہمیت اجاگر کی گئی۔

عبدِ منیب۔ (آیت:8)، قلبِ منیب (آیت:33)، قلب (آیت:37)

6- اس سورت میں، اثباتِ آخرت کی چار (4) دلیلیں فراہم کی گئیں:

(a) اللہ تعالیٰ دفن کے بعد، انسانی لاش کے اندر تغیراتِ ارضی کا مکمل علم رکھتا ہے کہ تحلیل کے بعد کون سا عنصر کہاں گیا؟

﴿ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيظٌ ﴾ (آیت:4)

اِمکانِ آخرت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ کی صفتِ قدرت اور صفتِ علم سے استدلال کیا گیا ہے۔

(b) ایک عقلی دلیل کے ذریعے تخلیقِ اوّل سے، تخلیقِ ثانی اور اِمکانِ آخرت پر استدلال کیا گیا۔ جو ہستی پہلی تخلیق سے عاجز نہیں تھی اُس کے بارے میں یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے کہ وہ دوسری مرتبہ مردوں کو زندہ نہیں کر سکتی؟

﴿ اَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴾ (آیت:15)

(c) آخرت کی ایک عقلی اور آفاقی دلیل: بارش سے، بنجر زمین کے سرسبز و شاداب کیے جانے سے، مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت پر استدلال کیا گیا۔ (آیت:11) ﴿ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوجُ ﴾

7- تاریخ ہلاکتِ اقوام کے سبق جزا و سزا سے اِمکانِ قیامت پر استدلال کیا گیا۔ یہ تاریخی دلیلیں ہیں۔

(a) تاریخ کہتی ہے کہ آٹھ قوموں نے قریش کی طرح ﴿ تکذیب ﴾ سے کام لیا اور اُن پر اللہ کا عذاب چسپاں ہو گیا۔

﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ۝ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝ ﴾

﴿ وَأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ﴾ (آیت:14)

(b) تاریخ کہتی ہے کہ قریش سے زیادہ طاقتور قوموں کو ہلاک کیا گیا۔

﴿ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا ﴾ (آیت:36)

8- دلائلِ آخرت: قیامت کو نہ ماننے والے قریش کے لیڈروں پر ثابت کیا گیا کہ موسمِ بہار کے سبزے کی طرح لازماً روزِ قیامت انسانوں کا قبروں سے خروج ہوگا، وہ ایک بڑی چنگھاڑ سنیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

(a) ﴿ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴾ (آیت:11)

(b) ﴿ يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴾ (آیت:42)

(c) ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ" عَلَيْنَا يَسِيْرٌ"﴾ (آیت:44)

9- اس سورت میں، اللہ تعالیٰ کے صفتِ علم کی کئی طرح وضاحت کی گئی:

(a) اللہ تعالیٰ مردے کی لاش کی تحلیل کے بعد بھی ہر جزو بدن کا علم رکھتا ہے۔

﴿قَد عَلِمنَا مَا تَنقُصُ الاَرضُ مِنهُم﴾ (آیت:4)۔

(b) اللہ تعالیٰ چونکہ انسانوں کا اور ان کے دلوں کا خالق ہے، اس لیے وہ دلوں کے وسوسوں کا بھی علم رکھتا ہے ، وہ اپنے علم کے ذریعے ہر انسان کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔اللہ تک دعا پہنچانے کے لیے کسی وسیلے کی ضرورت نہیں۔ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴾ (آیت:16)۔

(c) رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ کفار کی طرف سے آپ ﷺ کو دی جانے والی اذیت رسانیوں سے بھی اللہ تعالیٰ پوری طرح واقف ہے۔﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ﴾ (آیت:45)۔

سورۃ ق کا نظمِ جلی

سورت ﴿ق﴾ آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 5 : پہلے پیراگراف میں، مشرکینِ مکہ کے اِمکانِ آخرت کے بارے میں شکوک وشبہات پر مشتمل اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

پہلا اعتراض یہ تھا کہ رسول خود قریش کے اندر کا ایک انسان کیوں ہے؟ ﴿مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ﴾ دوسرا اعتراض آخرت کے بارے میں تھا کہ مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنا بعید از عقل ہے۔﴿ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ﴾۔اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم سے دیا گیا کہ وہ لاشوں میں ہونے والی کمی کا بھی علم رکھتا ہے۔مشرکینِ مکہ کی ضد اور ہٹ دھرمی پر روشنی ڈالی گئی کہ دلائل پر مبنی حق آجانے کے باوجود یہ تشکیک آمیز سوالات اٹھا کر ﴿تکذیب﴾ کر رہے ہیں۔

2- آیت 6 تا 11: دوسرے پیراگراف میں ، اِمکانِ آخرت کی دلیلیں فراہم کی گئی ہیں۔

ایک عقلی دلیل یہ ہے کہ جو اللہ بابرکت پانی کے ذریعے موسمِ خزاں کی مردہ زمین کو سرسبز وشاداب کر دیتا ہے، وہی اللہ قبرستانوں کو زندہ کر کے قیامت کے دن انسانوں کو اٹھائے گا۔﴿ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴾۔

3۔آیت 12 تا 14: تیسرے پیراگراف میں ، آٹھ (8) قوموں کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے اور اللہ کے قانونِ جزا وسزا (Law of Reward and Punishment) کو تسلیم کرکے آخرت پر ایمان لانے کی ہدایت کی گئی ہے

آٹھ قومیں یہ ہیں۔قوم نوح، اصحاب الرس، قوم ثمود، قوم عاد، فرعون، قوم لوط، اصحبُ الا یکہ اور قوم تبع۔

4۔آیت 15: چوتھے پیراگراف میں، آخرت کی عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔

دوسری عقلی دلیل: جو اللہ پہلی تخلیق سے عاجز نہ تھا اور پہلی تخلیق کی پوری قدرت رکھتا تھا، کیا وہ دوسری تخلیق پر قادر نہیں ہو سکتا ؟ پھر یہ دوسری تخلیق کے بارے میں کیوں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں؟ ﴿اَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ﴾ تخلیقِ اول سے، تخلیقِ ثانی کو ثابت کیا گیا ہے۔

5۔آیت 16 تا 30: پانچویں پیراگراف میں، عالمِ نزع، موت اور دوزخ کا نقشہ کھینچ کر اسلام دشمن مشرکین وکافرین کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ﴿ظَلَّامٍ﴾ نہیں ہے اور شرک کی سزا عدل کے عین مطابق، دوزخ کی آگ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ خالق ہے، مکمل علم رکھتا ہے۔دل میں آنے والے وسوسوں کو بھی جان لیتا ہے۔رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے اس کے فرشتے انسانوں کے اعمال نوٹ کر رہے ہیں۔موت کی سختیاں برحق ہیں۔قیامت برحق ہے، جس دن ہر آدمی دو فرشتوں کے ساتھ حاضر کیا جائے گا۔ایک ﴿سائق﴾ ہوگا اور دوسرا ﴿شہید﴾۔ایک ہانک کر لے جائے گا اور دوسرے کے پاس ریکارڈ ہوگا۔اُس دن غفلت کا پردہ چاک ہو جائے گا اور ہر ناشکرے اور حق سے عناد رکھنے والے آدمی کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا، جو شرک کرتا تھا، سرکش تھا اور شکوک وشبہات میں گرفتار تھا۔وہاں پھر وہ ابلیس سے جھگڑے گا اور ابلیس اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے گا۔دوزخ سے پوچھا جائے گا کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی۔﴿هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟﴾

6۔آیت 31 تا 35 : چھٹے پیراگراف میں، ﴿قَلْبٍ مُّنِيْبٍ﴾ رکھنے والے ﴿مُتَّقِيْنَ﴾ اور ﴿خَاشِيْنَ﴾ کے لیے جنت میں اجر وثواب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

متقین، اوابین، غیب پر ایمان لانے والے اور قلبِ منیب رکھنے والے جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

اِن کے لیے ہر وہ چیز ہوگی، جو یہ چاہیں گے اور اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہوگا۔﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾

7۔آیت 36 تا 38: ساتویں پیراگراف میں، تاریخِ ہلاکت اور قدرتِ تخلیق سے ہر اس شخص کو عبرت حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے جو دل اور کان رکھتا ہے۔

یہاں تاریخی دلیل بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے استدلال بھی ہے۔قریش کو دھمکایا گیا کہ یہ کیا چیز ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اِن سے زیادہ طاقتور لوگوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔﴿هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا﴾۔انہیں قرآن سے نصیحت حاصل

کرنا چاہیے، لیکن نصیحت صرف دل والے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔

8۔آیت 39 تا 45 : آخری اور آٹھویں پیراگراف میں، رسول اللہ ﷺ کو، الزامات اور اذیت رسانیوں پر صبر اور نماز کی ہدایات دی گئیں۔

قیامت کا نقشہ کھینچا گیا کہ وہ ایک دھماکے کی آواز سنیں گے اور قبروں سے نکل پڑیں گے۔ قیامت کو برپا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے اس بارے میں شک نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے یہ بات سمجھائی گئی کہ دعوت کو جبری طور پر مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ آخر میں قرآن کے ذریعے تذکیر جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ﴾

مرکزی مضمون

منکرِ آخرت اور منکرِ رسالت قیادت کے لیے آخرت کی عقلی دلیلیں فراہم کر کے شکوک وشبہات دور کر دیے گئے ہیں تاریخِ تکذیب سے خبردار کر دیا گیا ہے اس لیے صبر، تسبیح، حمد، نماز کے ساتھ، احوالِ دوزخ و جنت سے ﴿تذکیر بالقرآن﴾ کا فریضہ انجام دیتے رہنا چاہیے۔

486
FLOW CHART
MACRO-STRUCTURE
ترتیبی نقشہ ربط
نظمِ جلی
51- سُورَةُ الذّٰرِيٰتِ
آیات : 60...... مَكِّيَّة" ...... پیراگراف : 8
www.KitaboSunnat.com
مرکزی مضمون
وَاِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ"
جزاوسزا (قیامت) واقع ہوکر رہے گی۔
قرآنی دلائل پر غور کر کے
قیامت پر ایمان لاؤ!
پہلا پیراگراف
آیات: 1تا6
دوسرا پیراگراف
آیات: 7تا20
اعمال صالحہ اور
تقویٰ کی جزا
جنت ہے
آفاقی
دلائل
زمین جزا و
سزا کی گواہی
دے رہی ہے
تیسرا پیراگراف
آیت: 21
چوتھا پیراگراف
آیات: 22تا46
آسمان اور ربوبیت
کی گواہی
پانچواں پیراگراف
آیات: 47تا49
چھٹا پیراگراف
آیات: 50تا57
داعی کے
لیے ہدایات
دعوت توحید
رسالت وآخرت
ساتواں پیراگراف
آیات: 58
آٹھواں پیراگراف
آیات: 59تا60
قصہ عاد
(41 اور 42)
(43تا46)
(37تا24)
فرشتوں کی گواہی
تاریخ سے دلائل

زمانۂ نزول

سورت ﴿ الذّٰرِیٰت ﴾، اعلان عام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے دوسرے دور (4 تا 5 نبوی) کے ﴿ دورِ تذکیر ﴾ میں نازل ہوئی۔ یہ وہ دورِ الزامات بھی تھا، جب رسول اللہ ﷺ کو قریش کے سردار ﴿ سَاحِر ﴾ یا ﴿ مَجنُون ﴾ سمجھ رہے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰؑ کو جادوگر یا پاگل قرار دیا تھا (آیت:39)۔ پچھلے تمام انبیاء کو بھی ﴿ سَاحِر ﴾ یا ﴿ مَجنُون ﴾ کہا گیا تھا۔ (آیت:52)۔

سُورۃُ الذّٰرِیٰت کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿ ق ﴾ میں، آخرت کی جزاوسزا اور قیامت کو ثابت کرنے کے لیے عقلی دلیلیں دی تھیں، یہاں اس سورت ﴿ الذّٰرِیٰت ﴾ میں آفاقی، ارضی، آسمانی، انفسی، تاریخی اور عقلی دلیلوں سے امکانِ قیامت کو ثابت کیا گیا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ سورت بنیادی طور پر صرف دلائل ہی پر مبنی ہے، تو بے جا نہ ہوگا۔

2۔ پچھلی سورت ﴿ ق ﴾ میں کہا گیا تھا ﴿ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيْدِ ﴾
یہاں سورت ﴿ الذّٰرِیٰت ﴾ میں ﴿ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴾ کا حکم دیا گیا۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ اس سورت میں ﴿ آیات ﴾ کا لفظ، دلائل یعنی (Evidence) کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (آیت:20)

2۔ ﴿ قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ ﴾ :
﴿ الْخَرَّاصُوْنَ ﴾ سے مراد، وہ نام نہاد دانشور (Pseudo- intellectuals) ہیں، جو آخرت کے بارے میں ہر دور میں، ظن وتخمین سے کام لے کر الٹی سیدھی منطق بگھارتے رہتے ہیں۔ (آیت:10)

3۔ ﴿ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴾ (آیت:20) ''زمین میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے، آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں''۔ یہ آخرت کی جزاوسزا کی آفاقی دلیل ہے۔ زمین ہمیں غلہ اور پھل بھی فراہم کرتی ہے اور ہماری قبر بھی بن جاتی ہے۔ یہی زمین قارونوں کو اپنے اندر دھنسا لیتی ہے۔

4۔ اس سورت میں کئی آیات ﴿ وَفِي ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔ آیت:20 میں اس بات کو کھول دیا گیا ہے، لیکن اگلی تمام آیات میں تفصیلات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بلاغت کے اس اسلوب سمجھنا ضروری ہے۔
﴿ وَفِي أَنفُسِكُمْ ﴾ (آیت:21) کا مطلب ہے ﴿ وَفِي أَنفُسِكُمْ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴾
یہ انفس کی دلیل جزاوسزا ہے۔

﴿ وَفِیْ مُوْسٰی ﴾(آیت 38) کا مطلب ہے ﴿ وَفِیْ قِصَّةِ مُوْسٰی اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾
یہ تاریخ کی دلیل جزاوسزا ہے۔

﴿ وَفِیْ عَادٍ ﴾(آیت 41) کا مطلب ہے﴿ وَفِیْ قِصَّةِ عَادٍ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾
یہ بھی تاریخی دلیل جزاوسزا ہے۔

﴿ وَفِیْ ثَمُوْدَ ﴾(آیت 43) کا مطلب ہے ﴿ وَفِیْ قِصَّةِ ثَمُوْدَ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾
یہ بھی تاریخی دلیل جزاوسزا ہے۔

﴿ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ﴾ (آیت:46) کا مطلب ہے﴿ وَ اَهْلَكْنَا قَوْمَ نُوْحٍ وَفِیْ قِصَّتِهٖ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴾ یہ بھی تاریخی دلیل جزاوسزا ہے۔

5۔ انفسی دلیلِ آخرت:﴿ وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴾ (آیت:21)''تمہارے اپنے نفس میں بھی ،(یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں) کیا تم لوگوں کو نہیں سوجھتا؟'' یہ انسانی ضمیر کی طرف سے جزاوسزا کی انفسی دلیل ہے۔ انسانی ضمیر، خیر اور شر کا قائل ہے، لہٰذا اسے خیر کی جزا اور شر کی سزا کو تسلیم کر لینے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔

6۔ ﴿ وَفِیْ مُوْسٰی ﴾(آیت:38)''حضرت موسیٰؑ (اور فرعون سے اُن کی کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں) بنی اسرائیل کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور آلِ فرعون کو بطور سزا غرق کیا گیا۔

7۔ ﴿ وَفِیْ عَادٍ ﴾(آیت:41) ''حضرت ھودؑ کی قومِ عاد (اور اُن کی اپنے رسول سے کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں)۔ حضرت ھودؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور قومِ عاد کو ایک تیز آندھی کے ذریعے بطور سزا ہلاک کر دیا گیا۔

8۔ ﴿ وَفِیْ ثَمُوْدَ ﴾(آیت:43) حضرت صالحؑ کی قومِ ثمود اور اُن کی اپنے رسول سے کشمکش کے واقعے) میں بھی (یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں)۔ حضرت صالحؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو جزا کے طور پر نجات دی گئی اور قومِ ثمود کو ایک آواز اور زلزلے کے ذریعے بطور سزا ہلاک کر دیا گیا۔

9۔ ﴿ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ﴾(آیت:46) ان دونوں قوموں عاد و ثمود سے پہلے، حضرت نوحؑ کی کافر قوم کو طوفان کے ذریعے غرق کیا گیا اور حضرت نوحؑ اور ان کے مسلمان ساتھیوں کو، جو کشتی میں سوار تھے، بچا لیا گیا اس سچے واقعہ میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے آیات یعنی جزاوسزا کے دلائل موجود ہیں۔

10۔ ﴿ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴾ (آیت:50) اس آیت میں، حرف

﴿ ق ﴾ بہت اہم ہے۔ اس حرف ﴿ ق ﴾ کا یہاں مطلب ہے، ان مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں اللہ کی طرف رجوع کرو! میں تو صرف تم لوگوں کو صاف صاف خبردار کردینے والا ہوں۔

11۔ ﴿ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴾ (آیت: 51)
اس آیت سے پہلے صرف آخرت کو تسلیم کرلینے کا مطالبہ تھا، اب یہاں توحید اور رسالت کو بھی مان لینے کے دو (2) مزید مطالبات کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد یہ بات بھی بتائی گئی ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴾ (آیت: 56) کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں سے صرف انسانوں اور جنات کو آزادیٔ اختیار دے کر، انہیں اپنی ’عبادت کے لیے‘ پیدا کیا ہے۔ عبادت میں اطاعت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں چوتھا مطالبہ، اللہ کی عبادت و اطاعت کا ہے۔

12۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴾ (آیت: 58) اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفات کا ذکر کیا گیا۔ وہ ﴿ الرَّزَّاقُ ﴾ بھی ہے اور ﴿ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴾ بھی ہے۔
﴿ الرَّزَّاقُ ﴾ کی صفت، جزا کی دلیل ہے اور ﴿ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴾ کی صفت، سزا کی دلیل ہے۔

سورۃ الذّٰریٰت کا نظمِ جلی

سورۃ الذّٰریٰت نو (9) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 6 : پہلے پیراگراف میں، اِمکانِ آخرت پر ہواؤں سے آفاقی دلائل دیے گئے۔

2- آیات 7 تا 20 : دوسرے پیراگراف میں، آسمان سے آفاقی دلائل کے ذریعے روزِ قیامت کے بارے میں اندازے لگانے والوں ﴿ الْخَرّٰصُوْنَ ﴾ کا رد کر کے ان کے چار (4) غلط رویے بیان کیے گئے۔

فضول اختلاف کرتے ہیں۔ ظن وتخمین سے کام لیتے ہیں۔ غفلت میں مبتلا رہتے ہیں۔ قیامت کا وقت پوچھتے ہیں (آیات: 8 تا 14)
﴿ مُتَّقِیْن ﴾ کی چار (4) صفات بیان کر کے ﴿ الْخَرّٰصُوْنَ ﴾ سے موازنہ کیا گیا۔ ﴿ مُتَّقِیْن ﴾ محسن ہوتے ہیں۔ راتوں کو کم سوتے ہیں۔ صبح سویرے اِستغفار کرتے ہیں اور اُن کے مال میں سائل ومحروم کا حق ہوتا ہے۔ یعنی متقین، اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ (آیات: 15 تا 19)

3- آیات 21 : تیسرے پیراگراف میں، وقوعِ قیامت پر یقین پیدا کرنے کے لیے انفسی دلائل دے کر بتایا گیا کہ انسانی ضمیر قیامت کے برپا ہونے کی دلیل فراہم کررہا ہے۔﴿ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (آیت:21)

4- آیات 22 تا 23: چوتھے پیراگراف میں، روزِ محشر برپا ہونے پر آفاقی اور عقلی دلائل دے کر مشرکین اور منکرینِ آخرت کو یہ وعید سنائی گئی کہ جس طرح آسمان میں تمہارا رزق ہے، اسی طرح قیامت کی جزا و سزا بھی آسمان میں ہے۔﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ﴾ (آیت:22) عقل اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خالقِ ارض وسما کی بات برحق ہے۔

4B- آیات 24 تا 46 :اس ذیلی پیراگراف میں، جزا وسزا کی تاریخی دلیلیں پیش کی گئیں ہیں۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جزا (Reward) سے نوازے گا، اور مجرمین ومسرفین کو سزا (Punishment) دے کر داخلِ جہنم کرے گا۔تاریخ سے جزا وسزا کا یہی سبق ملتا ہے کہ دنیا کی طرح آخرت میں بھی جزا وسزا ہو کر رہے گی۔

آیات:24 تا 30 میں، حضرت ابراہیمؑ کو بڑھاپے میں فرشتوں کی جانب سے اولاد کی خوشخبری دی گئی۔یہ جزا کی دلیل تھی۔یہ 2,100 ق م کا واقعہ تھا۔

آیات:31 تا 37 میں، بتایا گیا کہ جزا کی خوشخبری دینے والے یہی فرشتے، فلسطین سے اُردن حضرت لوطؑ کے پاس گئے اور انہیں اُن کی قوم کی ہلاکت کی بری خبر سنائی۔یہ سزا کی دلیل تھی۔

آیات:38 تا 40 میں، فرعون اور اُس کے ﴿جُنُوْد﴾ یعنی لشکروں کی ہلاکت کا ذکر ہے، جو حضرت موسیٰؑ کو جادوگر یا پاگل گردانتا تھا۔یہ 1,300 ق م کا واقعہ تھا۔قرآن میں فرعون کے لشکروں کو ﴿آلِ فرعون﴾ بھی کہا گیا۔

آیات:41 تا 42 میں، قومِ عاد کو بانجھ ہوا ﴿الرِّيحَ العَقِيم﴾ سے ہلاک کردیے جانے کا ذکر ہے۔

یہ 3,000 ق م کا واقعہ تھا۔

آیات:43 تا 45 میں، قومِ ثمود کے ایک بجلی ﴿صاعِقَة﴾ سے ہلاک کردیے جانے کا ذکر ہے۔

یہ 2,500 ق م کا واقعہ تھا۔

آیت:46 میں، حضرت نوحؑ کی فاسق قوم کا ذکر ہے۔یہ غالباً 3,500 ق م کا واقعہ ہے۔

5- آیات 47 تا 49 : پانچویں پیراگراف میں، ارض وسما اور ہر چیز کے جوڑوں ﴿زَوْجَيْن﴾ (آیت:49) کے ذریعے روزِ جزا وسزا کی عقلی دلیل پیش کی گئی۔

جس طرح زمین کا جوڑا آسمان ہے، اِسی طرح اس دنیا کا جوڑا آخرت ہے۔

6- آیات 50 تا 57 : چھٹے پیراگراف میں، دعوت توحید و رسالت پیش کر کے شرک (الٰھًا آخر) کی ممانعت کی گئی

بیان کیا گیا کہ انبیاء ڈرانے والے ﴿نذیر﴾ بن کر آئے، لیکن لوگوں نے انہیں ﴿ساحر﴾ اور ﴿مجنون﴾

(آیت:52) کہہ کر ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

داعی اور مبلغ کو ہدایات دے کر آدابِ دعوت بیان کیے گئے (54 اور 55) اور جن و اِنس کی تخلیق کا مقصد صرف عبادت الٰہی بیان کیا گیا۔ (آیت:56) یعنی اللہ کی عبادت اور اطاعت۔

7- آیات 58: ساتویں پیراگراف میں، اللہ تعالیٰ کی دو صفات کے ذریعے بتایا گیا کہ جو ہستی ﴿رزّاق﴾ ہے، جزا دیتی ہے، وہ طاقتور ﴿ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (Powerful) بھی ہے۔

سزا بھی دیتی ہے، وہ دنیا کو ختم کر کے روزِ جزا و سزا لانے پر پوری طرح قادر ہے (آیت:58)۔

8- آیات 59 تا 60: آخری پیراگراف میں، عقلی دلیل پیش کی گئی۔

عقلِ انسانی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا دینے کے لیے آخرت برپا ہونی چاہیے، تاکہ وہاں عدالتِ انصاف قائم ہو۔

مرکزی مضمون

جزا و سزا (قیامت) واقع ہو کر رہے گی ﴿وَاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ﴾ (آیت:6)، لہٰذا قرآن کے آفاقی، انفسی، تاریخی، اور عقلی دلائل پر غور کر کے، روزِ قیامت پر ایمان لانا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کو رسول مان کر، اُن کی دعوتِ توحید پر بھی ایمان لانا چاہیے۔